السّلام علیٰ خُقّ الجدید

یہاں تک تو امام غائب کی وفات کے متعلق لکھا گیا - اب مضمون کا دوسرا حصہ شروع کیا جاتا ہے جس میں انشاء اللہ تعالیٰ کسی قدر تصدیق سلسلہ احمدیہ کی کتب شیعہ سے دکھائی جائیگی"۔

۱- وفات مسیح - واضح ہو کہ سلسلہ احمدیہ وفات مسیح کا قائل ہے اور حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود نے اس مسئلہ کو بڑی وضاحت سے اپنی تصانیف میں لکھا ہے پس اگر وفات مسیح کو تمام عقائد سلسلہ کا بنیادی عقیدہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

ثبوت وفات مسیح از کتب شیعہ (۱) ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں - در حدیث موثق از حضرت امام رضا ع منقول است کہ مشتبہ نہ شد امر کشتہ شدن و مردن اہلے از پیغمبران و حجت ہائے خدا بر مردم بغیر از عیسیٰ ابن مریم زیرا کہ اورا زندہ از زمین بالا بردند و روحش را در میان آسمان و زمین قبض کردند و چوں بآسمان رسید حق تعالیٰ روحش را بہ بدنش گردانید چنانچہ حق تعالیٰ می فرماید انّی متوفّیک و رافعک الیّ و از حضرت عیسیٰ علیہ حکایت می نماید فلمّا توفّیتنی کنت انت الرقیب علیہم پس ہر دو آیہ دلالت میکند بر وفات آنحضرت - بالفاظ حیات القلوب جلد اول صفحہ ۱۰۴ باب ۲۹۔

۲- عقیدہ فخر المحدثین محقق ابن بابویہ قمی - و مخالفانِ ما نقل کردہ اند کہ چوں حضرت قائم بیرون آید عیسیٰ از آسمان فرود آید و در عقب او نماز کند و نزول او بزمین زندہ شدن بعد از مرگ است زیرا کہ حق تعالیٰ فرمودہ انّی متوفّیک و رافعک الیّ - حق الیقین مجلسی بحوالہ اعتقادات ابن بابویہ - در بیان رجعت مطبوعہ ایران صفحہ ۱۴۳

نوٹ - ثبوت محاورہ رفع الی اللہ کے لئے دو موقع عجیب نکلے ہیں (۱) اصول کافی میں تقیہ کرنے والے کی فضیلت میں انہ من کانت لہ تقیۃ رفعہ اللہ یا حبیب (نام راوی) من لم تکن لہ تقیۃ وضعہ اللہ یا حبیب ص ۴۸۳ باب التقیۃ (۲) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کو ان الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے - حتی اذا دعا اللہ عز وجل نبیّہ صلی اللہ علیہ

والہ ورغبہ الیہ - فروع کافی کتاب الروضہ صلا

۲ - عدم رجوع موتی الی الدنیا - یعنی جو ایکدفعہ مر چکے ہیں وہ دوبارہ زندہ ہوکر دنیا میں نہیں آسکتے

(۱) وحرام علی قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون - فی الفقہ فی خطبۃ الجمعۃ لامیر المومنین (علی علیہ السلام) الم تروا الی الماضین منکم لا یرجعون والی الباقین منکم لا یبقون قال اللہ تعالیٰ وحرام علی قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون - تفسیر صافی سورۃ انبیاء صفحہ ۳۲ زیر آیت مذکورہ - جناب امیر المومنین علیہ السلام نے خطبہ میں جمعہ کے فرمایا کہ نہیں دیکھتے ہو تم طرف گئے ہوؤں کے اپنے میں سے کہ وہ تم میں پھر نہ آئینگے چنانچہ فرمایا خدا نے وحرام علی قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون تفسیر عمدۃ البیان اردو مطبوعہ یوسفی دہلی صفحہ ۲۷۵

(۲) من ورائھم برزخ الی یوم یبعثون - القمی (مراد مفسر تفسیر علی بن ابراہیم) قال البرزخ امرٌ بین امرین وھو الثواب والعقاب بین الدنیا والاخرۃ وھو قول الصادق ع واللہ ما اخاف علیکم الا البرزخ واما اذا صار الامر الینا فنحن اولی بکم - وفی الکافی من الصادق ع انہ قیل لہ انی سمعتک وانت تقول کل شیعتنا فی الجنۃ علی ما کان منھم قال صدقتک کلھم واللہ فی الجنۃ قیل ان الذنوب کثیرۃ کبار فقال اما فی القیمۃ فکلکم فی الجنۃ بشفاعۃ النبی المطاع او وصی النبی ولکنی واللہ اتخوف علیکم فی البرزخ قیل وما البرزخ فقال القبر منذ حین موتہ الی یوم القیمۃ وفی الخصال عن السجاد (امام زین العابدین) انہ تلا ھٰذہ الاٰیۃ وقال ھو القبر وان لھم فیھا معیشۃً ضنکاً واللہ ان القبر لروضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النار - تفسیر صافی زیر آیت مذکور صفحہ ۲۷۶

مفاد آیت وتفسیر ائمہ اہلبیت سے صاف ظاہر ہے کہ دنیا میں رجوع محال ہے - بلکہ موتی کو بعد مرگ برزخ یعنے قبر میں رہنا ہے اور وہاں عذاب سے ائمہ بھی نجات نہیں دلاسکتے اعمال نیک و بد کا ثمرہ قبر میں ہی شروع ہو جائیگا اور روز قیامت تک رہیگا اور نیز اسکی مؤید ہے حدیث من مات فقد قام قیامتہ دیکھو تفسیر صافی زیر آیت ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین پارہ اول

نوٹ - اس تفسیر ائمہ سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ برزخ یعنی قبر اور قیامت کے درمیان میں کوئی رجعت کا زمانہ

نہیں اور حدیث مندرجہ بالا سے ثابت ہوا۔ کہ مرنے کے ساتھ ہی قیامت شروع ہو جاتی ہے۔ پس یہ آیت اور حدیث صریح ناطق ہے اوپر ابطال عقیدہ رجعت کے۔ جب رجعت ہی نہیں تو پھر صاحب الرجعت یعنی چہ

۳۔ لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم (۱) حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا دعویٰ ہے کہ مسیح ابن مریم ہی مہدی ہے (۲) چونکہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں اور وفات انکی از روئے قرآن ثابت ہے اور وفات پا کر کسی بشر کا پھر دنیا میں آنا خلاف قرآن ہے اور ساتھ ہی چونکہ مسیح موعود کا قبل از قیامت دنیا میں مبعوث ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے (۳) لہذا وہ مسیح موعود و مہدی مسعود میں ہوں۔

تصدیق۔ (۱) واضح ہو کہ کتب شیعہ میں مہدی موعود کے اسماء و القاب میں سے حسن اتفاق سے مسیح الزمان بھی ہے چنانچہ لکھا ہے مسیح الزمان اسم آنجناب است در کتاب فرنگیان۔ نجم ثاقب نمبر صد سی و سیم صفحہ ۳۳۔ اور اس سے پہلے نمبر صد و سی و یکم میں ایک نام ماشح بھی لکھا ہے۔ اسکی بابت فرمایا ہے کہ:۔

در ذخیرہ گفتہ کہ ایں اسم آنجناب است در توریت عبریہ نجم ثاقب صد ۳۳ یعنی ماشع عبرانی اغلباً عربی میں مسیح ہے فہو المراد۔ جن انبیاء کا مہدی کو مظہر لکھا ہے انمیں عیسیٰ بھی ہیں چنانچہ لکھا ہے گو ید (مہدی) ہر کہ خواہد نظر کند بآدم و شیث و نوح و سام و ابراہیم و موسیٰ و یوشع و عیسیٰ و شمعون پس نظر کند بمن کہ علم و کمال ہمہ با من است حق الیقین صفحہ ۱۴۴۔ اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ جب مہدی خود مسیح اور مسیح الزمان ہے تو اسکے ساتھ خاص مسیح ابن مریم کی شمولیت و معیت لاحاصل ہے۔

(۲) ملا باقر مجلسی فرماتے ہیں۔ بدانکہ احادیث خروج مہدی خاصہ و عامہ (شیعہ و سنی) بطرق متواترہ روایت کردہ اند کہ رسول خدا فرمود کہ بحق آں خداوندے کہ جانم در دست قدرت اوست کہ نزدیک است کہ نازل شود فرزند مریم کہ حاکم عادل باشد پس چلیپائے نصاریٰ را بشکند و خوک ہا را بکشد و جزیہ برطرف کند ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پس گفت کہ چگونہ خواہید بود در وقتے کہ نازل شود۔ درمیان شما فرزند مریم و امام شما باشد یعنی مہدی ع۔

(۳) محقق ابن بابویہ کی فراست پر آفرین کہنی چاہیئے جس نے تمام دیگر علمائے شیعہ سے منفرد ہو کر وفات مسیح ابن مریم کا اعلان کیا۔ لیکن تھوڑی سی غلطی کر گیا وہ یہ کہ نزول مسیح کو رجعت سے تعبیر کیا

حالانکہ رجعت قرآن سے ثابت نہیں۔ پس جو فیصلہ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے یعنی یہ کہ مسیح ابن مریم کی آمد ثانی بروزی رنگ میں تھی وہی درست رہ جاتی ہے ورنہ تناسخ کا قائل ہونا پڑے گا وہو مردود۔

۴۔ اسمائے مہدی موعود۔ محمد[1] و احمد[2] و مہدی ناطق[3] و کشن[4] و داعی[5] منصور[6] فتح[7]۔ ساعۃ[8]۔ سید[9] الحق الجدید[10]۔ حجۃ اللہ[11]۔ صاحب الزمان[12]۔ قصر مشیدہ[13] صاحب الرجعت[14]۔

(۱) حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں بروز محمد ہوں اور مصداق ہوں اس آیت کریمہ کا کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔ دلیل اسکی یہ ہے کہ تمام ادیان باطلہ جن میں سے بعض بالکل فراموش ہو چکے تھے اور بعض جو کہ بالکل مخفی تھے عرصہ سے سب ظاہر ہو گئے ہیں لیکن انکو مقہور و مغلوب کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ سوائے وجود مسعود حضرت مرزا صاحب کے۔ مہدی کا نام محمد صلے اللہ علیہ وآلہ دیکھو نمبر صد و سی و ششم نجم ثاقب صفحہ ۲۱

(۲) احمد تو آپ کا نام نامی تھا ہی اور اسی نام پر لوگوں سے بیعت بھی لیتے تھے اور جماعت کا نام بھی احمدیہ رکھا ہے علاوہ ازیں آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ قرآن میں عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی جس احمد کی پیشگوئی ہے وہ میں ہی ہوں ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ احمد نام کی تصدیق کے لئے دیکھو کتاب غایت المقصود۔ "اسم او احمد است بحوالہ کتاب غیبت طوسی و بحوالہ اکمال الدین تالیف شیخ صدوق۔ برائے او دو اسم است اسمے مخفی و اسمے ظاہر اما اسمیکہ مخفی است پس احمد است صفحہ ۱۴۴ کتاب مذکور جلد ۲ مطبوعہ لاہور۔ یہاں اسم ظاہر سے مراد اغلباً غلام احمد ہے

(۳) مہدی ناطق۔ ظاہر ہے کہ امام غائب حسب اعتقاد شیعہ مستور مجبور و صامت ہیں۔ جناب علی کی خاطر تو وہ قرآن کو بھی کتاب صامت اور علی کو کتاب ناطق کہہ دیتے ہیں۔ اس دلیل پر کہ کتاب بذات خود نفع بخش نہیں ہو سکتی۔ جبتک اسکو کوئی سنانے والا اور مفسر عارف باللہ نہ ہو۔ لیکن اس زمانہ میں مسلمانوں کی بدبختی کا کیا علاج ہے کہ قرآن تو پہلے ہی سے صامت تھا جو امام ہے وہ بھی صامت ہو تفسیر صافی جزو ۲ صفحہ ۳۰۹

لیکن مرزا صاحب کی تصانیف کو دیکھو۔ عربی و فارسی و اردو نظم و نثر حقائق و معارف و مواعظ کے دریا بہا دیئے ہیں۔ بعض خاص تصانیف اعجازی رنگ میں لکھی ہیں۔ جنکا جواب کسی مخالف

اسناک نہیں بن پڑا۔ اب بھی کسی کو دعویٰ ہو تو مقابلہ میں آجائے امام مہدی ناطق لکم بروایت طوسی مع امام مہدی ظاہر ناطق منکم۔ نجم ثاقب ص۴۵ غایت المقصود ج ۳ ص۹۶

(۴) **کرشن** ۔ حضرت مرزا صا[illegible] ہنود پر اتمام حجت کرنیکے لئے اعلان فرمایا کہ وہ موعود کرشن جسکا تم کو انتظار ہے وہ میں ہوں میں نے بعض شیعہ سے سنا کہ وہ جناب مرزا صاحب کے اس نام پر تمسخر کرتے تھے۔ کہ کبھی مہدی بنتے ہیں کبھی مسیح کبھی کرشن۔ کرشن جو کہ ائمۃ الکفر میں سے تھا بھلا اسکے مثیل و ہمنام بننے میں کیا فائدہ دیکھا۔ ایسے صاحبان کو معلوم ہو کہ خود انکی کتابوں میں ایک جگہ لکھا ہے کہ کشن آنحضرت صلعم کا نام ہے دیکھو نجم ثاقب۔ "سید خلائق دو جہان کشن کہ بزبان ایشان نام رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ است" صفحہ ۲۵ زیر لقب خدا شناس نمبر چہل وہشتم اور دوسری جگہ جناب علی علیہ السلام کی نسبت لکھا ہے کہ کتاب ہنود میں آپکا نام بشن تھا۔ ودر کتاب ہندو واں بشن۔ تذکرۃ الائمہ صفحہ ۵۹ مطبوعہ ایران۔ اور جناب علی کے جو نو دونہ نام اکثر لوگوں کی زبانی سنے ہیں۔ ان میں توصاف طور پر کرشن بھی انکو لکھا گیا ہے۔

(۵) **داعی** ۔ وآنجناب داعی است از جانب خداوند۔ خلائق را بسوے خداوند وانجام ایں دعوت را بآنجا رساند کہ نہ گذارد در دنیا دینے مگر دین جد بزرگوار خود صلی اللہ علیہ وآلہ وبوجود دعوت او ظاہر شود وصدق وعدہ صادق الوعد کہ لیظہرہ علی الدین کلہ۔ الخ نجم ثاقب ص۲۶ واقعات خود شاہد ہیں کہ یہ تعریف تمامہ حضرت مرزا صاحب پر صادق آتی ہے جنھوں نے مشرق سے مغرب تک اپنی دعوت کا ڈنکا بجایا تمام جہان کے بادشاہوں کو تبلیغ نامے لکھے نہ کہ امام غائب پر جنھوں نے ابتک دعوت کا نام ہی نہیں لیا اور کسطرح لیتے جبکہ شیعہ مذہب میں دعوت ہدایت کرنا ہی ممنوع ہے چنانچہ اصول کافی میں ایک مستقل باب ہے جسکا عنوان ہے فی ترک دعاء الناس ایک حدیث میں آتا ہے۔ یا ثابت (نام راوی مخاطب امام صادق ع) مالکم وللناس کفوا عن الناس ولا تدعوا احداً الی امرکم پس داعی کے خطاب کا مستحق وہ ہے جو نہ صرف برائے نام بلکہ کام کرکے دکھلانے والا ہے۔ السلام علیک یا داعی اللہ نجم ثاقب ص۲۶

(۶) **منصور** ۔ لقب امام دیکھو نمبر صد وسی دو نجم نجم ثاقب ص۳۳ لیکن چونکہ امام غائب مستور و مقہور ہے اسواسطے وہ منصور نہیں اور جناب مرزا صاحب چونکہ اندرونی وبیرونی دشمنان دین پر غالب رہے اسواسطے اصل مستحق اس خطاب کے وہی ہیں۔ امام غائب کی زبانی ایک روایت لکھی ہے فرماتے ہیں کہ پدرم نمن وصیت نمود کہ منزل نگیرم از زمین مگر جائیکہ از ہمہ جا مخفی تر و دور تر باشد بجہت پنہاں نمودن امر خود ومحکم کردن

محل خود از مکائد اہل ضلال تا آنکہ میفرمائد پدرم بمن فرمود بر تو باد اے پسر من بملازمت جاہائے پنہان از زمین وطلب کردن دوری تر از آں زیرا کہ از بہر ہر ولی از اولیائے خداوند دشمنے است مغالب وضدے است منازع غایت المقصود ج ۳ صفحہ ۷۹

(۷) فتح نمبر صد و نہم نجم ثاقب صفحہ ۳۰۔ ''مرویست کہ در آیت شریفہ اذا جاء نصر اللہ الخ کہ مراد از فتح فتح قائم علیہ السلام است''۔ یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ مخلصین سلسلہ احمدیہ دیکھ چکے ہیں اور اب بھی بفضلہ تعالےٰ دار الامان قادیان میں موجود ہے۔ امام غائب کے حالات پر یہ لقب ہرگز چسپاں نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کے ناموں میں سے ایک نام ہی طرید نجم ثاقب ۲۹ نمبر ہشتاد و ہفتم۔ اور دوسرا نام ہے مشرید غایت المقصود صفحہ ۷۸ ج ۳۔ دونوں کے معنے ہیں راندہ شدہ۔ یعنے از بین خلق منکوس کہ نہ جنابش را شناختند و نہ قدر وجود نعمتش را دانستند۔ و نہ در مقام شکر گذاری واداے حقش بر آمدند۔ غایت المقصود ج ۳ صفحہ ۷۹

(۸) ساعۃ شصت و پنجم نجم ثاقب صفحہ ۲۷۔ از جناب صادق علیہ السلام مروی است کہ مراد از ساعۃ در آیت شریفہ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا ویسئلونک عن الساعۃ وعندہ علم الساعۃ وھل ینظرون الا الساعۃ وما یدریک لعل الساعۃ تا قولہ تعالےٰ الا الذین یمارون فی الساعۃ لفی ضلال بعید۔ در تاویل حضرت مہدی علیہ السلام است .... ومشابہت آنحضرت با ساعت از جہات بسیار است مثل آنچہ فرمود مثل آمدن ہر دو بغتۃً وشراکت در علامات بسیار از خسف و مسخ و ظہور آتش وغیر آں و امتیاز مومن از کافر بسبب ہر دو و ہلاک جبارین و وقت قرار نہ دادن خداوند برائے آمدن آں۔

مثل او مثل ساعت یعنے روز قیامت است کہ پنہاں داشتہ خداے تعالےٰ علم آنرا بر اہل آسمان ہا و زمین نمی آید مگر ناگاہ دفعۃً خبر ختم شد عبارت نجم ثاقب صفحہ ۲۷۔ لیکن اسکے ساتھ ہی یاد رکھنا چاہیئے کہ جو علامات آنحضرت صلعم نے قرب قیامت کے فرمائے ہیں وہ اسوقت تقریباً ظاہر ہو چکے ہیں۔ پس موجودہ وقت میں جو مدعی امامت و مہدویت ہے وہ حق پر ہے علامات قیامت کے لئے دیکھو تفسیر صافی میں زیر آیت فھل ینظرون الا الساعۃ ان تاتیھم بغتۃً فقد جاء اشراطھا۔ فی الخصال عن الصادق ع قال سئل رسول اللہ عن الساعۃ فقال عند ایمان بالنجوم

وتکذیب بالقدر۔ وفی الکافی عن الصادقؑ قال قال النبی من اشراط الساعۃ ان یفشو الفالج وموت الفجاءۃ۔ وفی روضۃ الواعظین عن النبیؐ ان من اشراط الساعۃ ان یرفع العلم ویظہر الجہل ویشرب الخمر ویفشو الزنا ویقل الرجال وتکثر النساء حتی ان الخمسین امراۃ فیھن واحد من الرجال۔ والقمی عن ابن عباس قال حججنا مع رسول اللہ حجۃ الوداع فاخذ بحلقتہ باب الکعبۃ ثم اقبل علینا بوجہہ فقال الا اخبرکم باشراط الساعۃ فکان ادنی الناس منہ یومئذ سلمان فقال بلی یارسول اللہ فقال ان من اشراط القیٰمۃ اضاعۃ الصلٰوۃ واتباع الشھوات والمیل مع الاھواء وتعظیم اصحاب المال وبیع الدین بالدنیا۔ فعندھا یذاب قلب المومن فی جوفہ کما یذاب الملح فی الماء مما یری من المنکر فلا یستطیع ان یغیرہ الخ صـ۱۷۲ تفسیر صافی

(۹) سیّد۔ شصت وششم نجم ثاقب صفحہ ۲۷۔ خداوند کریم نے حضرت مرزا صاحب کو اس خطاب سے بھی محروم نہیں رکھا۔ اسوقت پانچ لاکھ نفوس کے قریب آپکو اپنا سیّد مانتے ہیں۔ اللھم زد فزد۔ اور چونکہ آپ سادات دہلی کے داماد ہیں اسواسطے بھی سیادت میں بہرہ وافر ہے۔

(۱۰) الحق الجدید۔ جناب مرزا صاحب کو سب سے پہلے مجددیت کا منصب دیا گیا جس کا یہ مطلب ہے کہ دین اسلام جو ایک عرصہ سے مجموعہ مراسم واوہام بنگیا ہے اسکی تجدید کی جائے اور بعض ایسے معارف آپ پر کھولے گئے کہ اب تک کسی پر نہ کھلے تھے مثلاً وفات عیسیٰؑ۔ تفہیم دجال وخرو شناخت یاجوج وماجوج ونشر تیج دابۃ الارض وغیرہ۔ پس اس لحاظ سے آپ بوجہ احسن اس خطاب مستطاب کے مستحق ہیں جس کا ذکر بذیل نمبر سی ودوم نجم ثاقب صفحہ ۲۸ وغایت المقصود صـ۶۹ ج ۳ پر ہے۔ السلام علی حق الجدید۔

(۱۱) حجۃ اللہ۔ سی وہشتم نجم ثاقب صـ۲۷ ظاہر ہے کہ اس خطاب کا مستحق وہ امام ہے جو حسب دستور انبیاءؑ ورسل مخلوق پر ظاہر ہوکر اتمام حجت کرے اور جو اسکے مخالف ہوں۔ انکو خدا معذب کرے۔ ۔۔۔ ان پر اپنے انعام واکرام وبرکات نازل کرے۔ سو الحمد للہ کہ ایسا مستحق بھی ہمارے امام مسیح موعود نکلے ہیں نہ وہ امام غائب جس کے وجود کا اثبات ہی مشکل ومحال ہو رہا

ہے۔ اگر یہ دیکھا جائے کہ خدا تعالےٰ نے دو قسم کی حجتیں پیدا کی ہیں ایک حجت ظاہرہ وہ انبیاء و رسول و امام ہوتے ہیں۔ دوسری حجت باطنہ اور وہ عقل ہے اصول کافی صفحہ۔ بظاہر اسباب بھی دنیا میں نقص کا رہنمائے ہدایت ہونا و مانع غوایت ہونا ہر شخص کو مسلم ہے لیکن امام غائب کو سوائے امامیہ کے کوئی جانتا بھی نہیں پس وہ حجت اور حجۃ اللہ کیسے ہو سکتے ہیں۔

(۱۲) صاحب الزمان بمفاد و بحکم نجم ثاقب صفحہ ۲۵ ... حضرت مرزا صاحب پر چسپاں ہے دلیل اسکی یہ ہے کہ آپکی بعثت ایسے زمانہ میں ہوئی ہے جس کے حالات پیشنگوئیوں بعنوان فی الزمان احادیث میں مروی ہیں جیسے کہ آگے معلوم ہوگا۔ پس جب زمانہ وہی زمانہ ہے تو صاحب الزمان وہی ہوگا جو اسوقت مدعی امامت ہے نہ کوئی اور

فصل فی الزمان۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یاتی علی الناس زمان وجوھہم وجوہ الآدمیین وقلوبہم قلوب الشیاطین کامثال الذیاب الضواری سفاکون للدماء لایتناھون عن المنکر فعلوہ عن تابعہم ارتابوک وان حدثتہم کذبوک وان تواریت عنہم اغتابوک السنۃ فیہم بدعۃ والبدعۃ فیہم سنۃ والحلیم بینہم غادر والغادر بینہم حلیم والمومن فیما بینہم مستضعف والفاسق فیما بینہم مشرف ...... فعند ذالک یحرم اللہ قطر السماء فی اوانہ وینزل فی غیر اوانہ ویسلط علیہم شرارھم ... فیدعوا اخیارھم فلا یستجاب لہم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یاتی علی الناس زمان بطونہم الھتہم ونساؤھم قبلتہم ودنانیرہم دینہم وشرفہم متاعہم لایبقی من الایمان الا اسمہ ومن الاسلام الا رسمہ ومن القرآن الا درسہ مساجدہم معمورۃ وقلوبہم خراب عن الھدیٰ علماءھم شر خلق اللہ علی وجہ الارض حینئذ زمان اربع خصال جور من السلطان وقحط من الزمان وظلم من الولاۃ والحکام۔ فتعجب الصحابۃ وقالوا یا رسول اللہ ایعبدون الاصنام قال نعم کل درھم عندھم صنم ..... قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سیاتی زمان علی امتی یفرون من العلماء کما یفر الغنم عن الذئب فاذا کان کذالک ابتلاء ھم اللہ تعالیٰ بثلاثۃ اشیاء الاول یرفع البرکۃ من اموالہم والثانی سلط

اللہ علیہم سلطانا جائراً۔ والثالث یخرجون من الدنیا بلا ایمان الیٰ آخرہٖ فصل ۸۰ کتاب

جامع الاخبار ابن بابویہ

(۳) قصر مشید۔ الامام الناطق تفسیر صافی سورۂ حج زیر آیت و بئر معطلۃ و قصر مشید تفسیر اہلبیت کرام میں لکھا ہے کہ بئر معطلۃ (بیکار کنواں) سے مراد امام صامت ہے اور قصر مشید (مضبوط محل) سے مراد امام ناطق چونکہ شیعوں نے امام غائب کو بئر معطلۃ سے موسوم و ملقب کیا ہے دیکھو نجم ثاقب لبت دیکم بئر معطلۃ صد ۲۲ و اصول کافی صفحہ ۲۶۹ و غایۃ المقصود ج ۲ صفحہ ۸۷۔ اسواسطے میں مرزا صاحب کو بلحاظ آپکے ظہور و علو منصب و آثار باقیہ و براہین ثابتہ شیعوں کی تقلید میں بئر معطلۃ نہیں بلکہ قصر مشید سے ملقب کرونگا خصوصاً اسلئے کہ آپ امام ناطق تھے

(۴) صاحب الرجعت۔ ہفتاد و دوم نجم ثاقب صفحہ ۲۸ مراد رجعت سے رجعت موتی الی الدنیا نہ لی جائے بلکہ رجوع کفار الی الحق لیجائے تو مضائقہ نہیں یا رجعت دین لی جائے کمال بعد غربت کے کیونکہ رجعت موتی الی الدنیا کا بطلان تو اوپر ہو چکا ہے سو رجوع کفار الی الحق کا نظارہ بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں موجود ہے۔ ابتک کئی ہندو۔ آریہ و عیسائی و سکھ احمدی مسلمان ہو چکے ہیں۔ اور ولایت میں بھی تبلیغ کا کام جاری ہے اور دین کی غربت بھی ظاہر ہے محقق ابن بابویہ غالباً ۳۳۰ھ میں فوت ہوا ہے وہ مشہور حدیث بدء الاسلام غریباً و سیعود غریباً کا اپنے زمانہ کو مصداق ٹھہراتا ہے حالانکہ اسوقت بھی سلاطین اسلام کا دور دورہ تھا۔ اور اسکے بعد کئی خاندان مدتوں تک برسر حکومت ممتاز رہے اسکے الفاظ یہ ہیں فقد عاد الاسلام کما قال علیہ السلام غریباً فی ہذہ الزمان کما بدء و سیقوی بظہور ولی اللہ وحجۃ کما قوی بظہور نبی اللہ و رسولہ و تقر بذلک اعین المنتظرین لہ والقائلین بامامتہ کما قرت اعین المنتظرین لرسول اللہ والعارفین بہ بعد ظہورہ اکمال الدین ص ۱۱

۵۔ مولد مسیح موعود و مہدی مسعود۔ خروج آنحضرت از قریہ ایست کہ آں را کرعہ میگویند نجم ثاقب ص ۲۸۴ و ص ۳۲۵۔ شیعوں سے اس نام کا گاؤں بھی اب تک معلوم نہیں ہو سکا لیکن تھوڑے تغیر حروف سے کرعہ کدعہ بن سکتا ہے اور ممکن ہے رواۃ نے بجائے حرف د کے ر سمجھ لیا ہو اور در اصل د ہی ہو۔ اور کدعہ او قادی بالکل قریب الصوت ہیں۔ عام لوگ قادیان کو قادی

ہی کہتے ہیں جو کہ مولد ہے حضرت مسیح موعود کا

۶- مفتری کو مہلت نہیں ملتی - حضرت مرزا صاحب نے اس نکتہ کو لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین پ ۲۹ سورہ حاقہ سے بحبل فراست خداداد مستنبط فرمایا ہے اور حُسن اتفاق سے اسکی تائید ایک حدیث اہلبیت سے بھی ہوتی ہے ولید بن صبیح قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول ان ھذا الامر لا یدعیہ غیر صاحبہ الا بتر اللہ عمرہ اصول کافی کتاب الحجۃ باب من ادعی الامامۃ ولیس لہا باہل ص ۲۳۶ ترجمہ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ تحقیق اس امر (مہدویت) کا سوائے اس صاحب کے کوئی مدعی نہیں ہوگا مگر یہ کہ خدا تعالےٰ اسکی عمر کو تباہ کر دیگا۔ پس یہ دلیل نہایت قوی ہے اوپر صحت دعویٰ امامت حضرت مرزا صاحب کے کیونکہ تاریخ شیعہ شاہد ہے کہ جسقدر امام زادوں نے دعوے امامت کے کئے اور سلاطین زمانہ کے خلاف خروج کئے ہیں وہ سب کے سب تھوڑی ہی مدت کے اندر یا تو قتل کئے گئے ہیں یا مصلوب۔ ان سب کا حال کسی قدر تفصیل کیساتھ کتاب مجالس المومنین میں موجود ہے جس کا ایراد یہاں پر موجب طوالت ہے۔ فمن شاء فلیرجع الیہ۔

۷- مرزا صاحب معصوم تھے - شیعہ کے نزدیک عصمت خصوصیات و مستلزمات امامت حقہ میں سے ہے۔ اب تعریف معصوم کی عرض کیجاتی ہے۔ المعصوم ممتنع من جمیع محارم اللہ کما جاءت بہ الروایۃ۔ وعن علی بن الحسین الامام منا لا یکون الا معصوما ولیست العصمۃ فی ظاہر الخلقۃ فتعرف قیل فما معنی المعصوم قال المستعصم بحبل اللہ وحبل اللہ ھو القرآن لا یفترقان الی یوم القیمۃ والامام یھدی الی القرآن والقرآن یھدی الی الامام وذلک قولہ تعالیٰ ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم۔ کتاب مجمع البحرین زیر لفظ عصم مطبوعہ ایران صفحہ ۵۲۶ نیز تفسیر صافی زیر واعتصموا بحبل اللہ

ماحصل اسکا یہ ہے کہ معصوم وہ ہے جو تمام محرمات شرعیہ سے بچا ہوا ہو۔ اور بقول جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے سب امام معصوم ہیں لیکن اس سے مراد کوئی ظاہری یا جسمانی عصمت نہیں ہے۔ جس سے شناخت کی جائے بلکہ معصوم وہ ہے جو حبل اللہ کو مضبوط پکڑے ہوئے ہو اور حبل اللہ سے مراد قرآن ہے الحمد للہ کہ یہ تعریف معصوم کی زبان فیض ترجمان سے ہے وہ حضرت مرزا صاحب مرحوم و مبرور پر

بالکل صادق آتی ہے۔

۸۔ ذکر بعض علامات قرب قیامت جو حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ امامت کی تصدیق کرتے ہیں اور جنکو حضرت صاحب نے اپنی صداقت کے لئے بطور گواہ کے پیش کیا ہے۔

(۱) دجّال ۔ تفسیر صافی میں زیر آیت ولنذیقنّہم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلہم یرجعون صفحہ ۲۱ لکھا ہے ان عذاب الادنی عذاب القبر قال الاکثر فی الروایۃ عن الباقر والصادق ان العذاب الادنی الدابۃ والدجّال ۔ سورہ سجدہ یعنے عذاب ادنیٰ سے مراد عذاب قبر ہے اور نیز اکثر روایات مرویہ امام باقر و صادق سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب ادنیٰ یعنے جو عذاب کہ قیامت والے عذاب اکبر سے ورے ہے وہ دابہ اور دجال کے ذریعہ ہوگا ۔ اس موقعہ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ عذاب ادنیٰ سے مراد عذاب الرجعۃ بالسیف ہی لیکن چونکہ رجعت ثابت نہیں اسواسطے دابہ اور دجال کا عذاب یقینی ہے اور یہ ہر دو علامات قرب قیامت میں سے ہیں۔

اب دجّال کی کیفیت جہانتک کتب شیعہ سے دیکھی گئی مفصّل نہیں بلکہ مجمل ہے ۔ مثلاً جناب علی علیہ السلام سے صعصعہ بن صوحان نے دریافت کیا کہ دجّال کا ظہور کب ہوگا تو آپ نے فرمایا :۔ کہ ایں علمے است از اسرار مخفیات و شائد نیست اظہار آں نہ باشد اما آنرا نشانہا و علامتہا است کہ ہمہ متصل بہم است فوت کردن و سہل داشتن نماز و برطرف شدن امانت و رواج یافتن دروغ و حلال دانستن دروغ و افترا (پولیٹیکس) و فروختن دین بہ دنیا و قطع صلہ رحم نمودن و ربا خوردن و تابع ہوا شدن ۔ ۔ ۔ امرا فاجر شوند و وزرا ظالم گردند و علما خیانت پیشہ کنند ۔ ۔ ۔ علانیہ فجور نمایند و ظاہر شود شہادت زور و منارہا بلند شود و مسجدہا کنگرہ دار گردد و مصحف ہا حلی و حلل بہم رسانند و بہتان شائع شود و اثم و طغیان رونق گیرد و سفیہاں نماز و رہم و بہم پیوستہ باشند ۔ اما دلہا از ہم متفرق و دور بود و نقص عہد را سہل شمارند و خلف وعدہ را سہل گیرند و شریک باشند ۔ با زناں شوہراں در تجارت بجہت حرص بر دنیا و آواز ہائے فاسقاں بلند باشد ۔ ۔ ۔ زناں بمرداں مانند شوند (جیسے کہ پارلیمنٹ میں شامل ہونیکے لئے انگلستان کی عورتوں نے مردوں کے دوش بدوش اپنے حقوق قائم کرانے پر صدائے احتجاج بلند کی) و مرداں بزناں تشبیہ جویند ۔ زناں چوں مرداں بر زینہا سوار شوند و از زین ہا گردند ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

عمل دنیا را بر آخرت ترجیح دہند و اختیار نمایند گرگاں باشند پوست میش پوشیده دلہا از مردار بد بو تر و از صبر تلخ تر پس بر شما است که از ایں قسم روزگار خود را از میاں بکنارے کشیده - تذکرة الائمہ مطبوعہ ایران صفحہ ۱۸۵ و اکمال الدین باب ۵۱ حدیث الدجال و عین الحیات مجلسی و کتاب الجرائح و الخرائج وغیره - اسی روایت میں اسکی ایک علامت یخوض البحر بھی لکھی ہے جسکا ترجمہ عین الحیات میں ہے بے بند دریا مارو د - اور پھر خر دجال کے ذکر میں ہے تحتہ حمار احمر خطوة حمارہ میل تطوی له الارض منهلاً منهلاً × × ینادی باعلی صوته یسمع ما بین الخافقین من الجن والانس والشیاطین مجلسی نے ترجمہ کیا ہے ہر گام مش یک میل باشد و زمین زیر پائش پیچیده شود الخ

مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ سوائے مکہ و مدینہ کے وہ تمام زمین پر پھر جائیگا لا یبقی سھلاً من الارض الا وطئه الا مکة والمدینة -

حضرت مرزا صاحب نے اسکی نہایت مفصل تشریح فرمائی ہے جو آپکی تصانیف میں موجود ہے اور قرار دیا ہے کہ دجال سے مراد قوم نصاری ہے اور خر دجال سے مراد ریل ہے اسی ریل اور جہاز کے ذریعے قوم نصاری کا تسلط روئے زمین پر عالمگیر ہو گیا ہے اگر علامات مذکورہ بالا پر غور کیا جائے تو حضرت صاحب کا یہ اجتہاد بالکل حق بجانب ہے کیونکہ اس زمانہ میں وہ تمام علامات ظاہر ہو چکی ہیں جو ظہور دجال سے مخصوص تھیں اگر یہ نصاری اس سے مراد نہیں تو بڑی مشکل پیش آتی ہے کیونکہ دوسری کوئی قوم اسوقت ان علامات سے متصف پائی نہیں جاتی پس اس حقیقت سے انکار کرنا گویا بدیہات سے انکار کرنا ہے

۲ - دابہ - واضح ہو کہ کتب شیعہ میں دابہ کی تشریح تین قسم پر مذکور ہے ایک تو موافق اہلسنت کے ہے دوسرے جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں ہوں دابة الارض - دیکھو تفسیر عمدة البیان اردو صفحہ ۱۵۰ تفسیر صافی زیر آیت اخرجنا لهم دابة من الارض صفحہ ۷۷ تیسرے امام مہدی کو بھی دابة الارض سے موسوم کیا گیا ہے دیکھو نجم ثاقب پنجاه و چہارم ص ۲۶ و غایة المقصود ج ۳ صفحہ ۷۷

لیکن حضرت مرزا صاحب نے اس دابہ سے مراد طاعون کا کیڑا لیا ہے اور اسی تناسب سے تکلم کے معنی جہاں دوسروں نے کلام کرنیکے لئے ہیں حضرت صاحب موصوف دیگروں نے کاٹنے کے لئے

ہیں بعض علمائے اہلسنت نے اسکو خلاف لغت عرب غلط ظاہر کیا ہے ممکن ہے کہ کوئی شیعہ عالم بھی غلط ٹھہرائیں اسواسطے ایسوں کی تسلی کے لئے لکھا جاتا ہے کہ مفسر صادق نے اسی لفظ کی تفسیر میں لکھا ہے و قرئ تکلمہم بالتخفیف من الکلم بمعنی الجرح

ظاہر ہے کہ یہ تفسیر پہلی ہر دو تفاسیر سے معنی خیز و برمحل و چسپاں ہے خصوصاً اسواسطے کہ عذاب الادنٰی کے مفہوم و مفاد کو خوب ظاہر کرتی ہے فہو المراد

۴۔ یاجوج وماجوج ۔تفسیر صافی میں لکھا ہے کہ دونوں قبیلوں کے نام ہیں یافث بن نوح کی اولاد سے اور یہ کہ یاجوج در اصل ترک ہیں اور ماجوج پہاڑی لوگ ہیں اصل عبارت یہ ہے

قیل هما قبیلتان من ولد یافث بن نوح وقیل یاجوج من الترک وماجوج من الجبل وفی العلل عن الهادی جمیع الترک والتقالب ویاجوج وماجوج والصین من یافث زیر آیت قالوا یا ذا القرنین ان یاجوج وماجوج الخ سورہ کہف ص ۱۱

مجمع البحرین میں ہے یاجوج وماجوج یهمزان ولا یهمزان فمن همز هما جعلهما مشتقین من اجة البحر وشدة وقوة ومنه اجیج النار وهو توقدها وحرارتها سموا بذلک لشدتهم وکثرتهم وقیل هم ولد یافث بن نوح وعن الضحاک هم من الترک وفی الخبر عنه ع . . . . یشربون انهار المشرق یمنعهم الله من مکة والمدینة وبیت المقدس . . . . وعن بعض المورخین یاجوج وماجوج امتان عظیمتان ۔ وفی بعض الاخبار ان یاجوج وماجوج اثنان وعشرون قبیلة وقبیلة واحدة منها کانت خارج السد لما رد مه ذو القرنین فامرهم بترکهم خارج السد فلذلک سموا ترکا فقال القوم لذی القرنین هل نجعل لک خرجا علی ان تجعل بیننا وبینهم سدا الخ زیر لفظ اج ص ۱۵۲ و ص ۱۵۳

پھر سورہ انبیاء میں جہاں آیت آئی ہے تفسیر صافی میں لکھا ہے القمی قال اذا کان فی آخر الزمان خرج یاجوج وماجوج الی الدنیا ویاکلون الناس زیر آیت حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج ص ۳۲

باوجود ایسی تصریحات کے کسی عالم سنی یا شیعہ کو جرأت نہیں پڑتی تھی کہ کسی نوع انسانی یا کسی قوم کو یاجوج وماجوج سے نامزد کر سکیں سوائے حضرت مسیح موعود سلام اللہ علیہ وعلی اتباعہ کے کہ انہوں نے

بر بنائے تفہیم ربانی دو قوموں کو ان اسماء سے جو صفاتی ہیں نامزد کیا اور خدا کے فضل سے خود بائیبل و کتب تاریخ انگریزی سے بھی اسکی تصدیق ہوگئی۔

۴۔ **کسوف و خسوف در ماہ رمضان** عن بدر بن خلیل الاسدی قال کنت جالساً عند ابی جعفر علیہ السلام فقال ایتان تکونان قبل قیام القائم علیہ السلام لم تکونا منذ ہبط ادم علیہ السلام الی الارض تنکسف الشمس فی النصف من شہر رمضان والقمر فی اخرہ فقال رجل یا ابن رسول اللہ تنکسف الشمس فی اخر الشہر والقمر فی النصف فقال ابوجعفر علیہ السلام انی اعلم ما تقول ولکنہما ایتان لم تکونا منذ ہبط ادم علیہ السلام۔ فروع کافی جلد ۳ کتاب الروضۃ صنا

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ مہدی کے قیام سے پہلے دو نشان ظاہر ہونگے کہ آدم کے زمین پر آنے سے لیکر آجتک ظاہر نہیں ہوئے وہ یہ کہ سورج کو گہن لگیگا نصف ماہ رمضان میں اور چاند کو آخر میں اس پر ایک شخص نے عرض کیا کہ اے بیٹے رسول اللہ کے دستور تو یہ ہے کہ سورج کو آخر مہینہ میں گہن لگتا ہے اور چاند کو نصف ماہ میں تو فرمایا امام باقر علیہ السلام نے کہ بیشک ہم اسکو خوب جانتے ہیں جو تم کہتے ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ دونوں نشانات ایسے ہیں کہ ہبوط آدم سے اب تک ایسے نہیں ہوئے۔ ایسی ہی ایک حدیث اکمال الدین میں بھی ہے جس میں شہر رمضان کا ذکر تو نہیں مگر آخر حدیث میں یہ الفاظ مولف کی اپنی طرف سے بڑھائے گئے ہیں فعند ذلک یسقط حساب المنجمین یعنی یہی وقت ہوگا کہ منجمین کا حساب غلط ٹھہرایا جائیگا۔ مگر نظام قدرت اور قانون الہی یعنی قرآن پر نظر کیجائے تو یہ سلسلہ اسی دستور پر جاری رہتا ہے اور رہنا ہے اور اس میں کسی قسم کا تغیر ممکن نہیں لیکن سیدھی راہ یہ ہے کہ حدیث کا جو حصہ مطابق قرآن و قانون قدرت ہے اسکی تصدیق کرکے باقی کو حوالہ بخدا کیا جائے جیسے کہ امام محمد باقر کے اپنے الفاظ سے مترشح ہے جو اس شخص معترض کے جواب میں فرمائے۔

حضرت مرزا صاحب نے اس حدیث کی عجیب تشریح فرمائی ہے جس سے الفاظ حدیث کی بھی تصدیق ہو جاتی ہے اور مطلب بھی پورا ہو جاتا ہی وہ یہ کہ جن تاریخوں میں عموماً سورج گہن ہوتا ہے یعنی ۲۷-۲۸-۲۹- اسکی درمیانی تاریخ لے لی جائے اور جن تاریخوں میں چاند گہن ہوتا ہے یعنی ۱۱-۱۲-۱۳

انکی آخری تاریخ۔

اور واضح ہو کہ یہ گہن ٹھیک ماہ رمضان ۱۳۱۱ھ میں ۱۳ و ۲۸ کو واقعہ ہو چکے ہیں۔ اور حضرت نے اپنی تصدیق پران سے استدلال فرمایا ہے۔

۵۔ طاعون۔ کتاب اکمال الدین میں لکھا ہے عن سلیمان بن خالد قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول قدام القائم موتان موت احمر و موت ابیض حتّٰی یذھب من کل سبعۃ خمسۃ فالموت الاحمر السیف والموت الابیض الطاعون دیکھو ب۱۴۱ ص۳۶۵

واضح ہو کہ عام طور پر ہندوستان میں طاعون پھوٹنے سے پہلے حضرت صاحب کو الہام ہوا تھا اور جو تباہی مابعد میں اس عالمگیر مرض سے تمام اطراف ملک میں پھیلی اسکا نظارہ پہلے ہی سے دکھلایا گیا تہا۔ اور آپ نے اشتہار دیدیا تھا کہ وقت ہی توبہ کر کے اپنے مولیٰ کو راضی کرلو۔ ورنہ پیچھے پچھتاؤ گے سو طاعون تو ایک مدت سے پھوٹی ہوئی ہے اور رہی موت تلوار سے سو وہ طاعون سے پہلے کی علامت ہے وہ بھی اغلباً پوری ہو چکی ہے خواہ بذریعہ تلوار کے خواہ بذریعہ توپ و تفنگ کے تفسیر صافی میں مرض فالج اور اموات ناگہانی کو اشراط الساعۃ میں شمار کیا ہے قال النبی من اشراط الساعۃ ان یفشو الفالج و موت الفجاءۃ زیر آیت فھل ینظرون الا الساعۃ پ۲۶ سورہ محمدؐ

۶۔ فساد ایران و فساد عثمانیہ علقمہ بن قیس سے روایت ہے کہ فساد دولت عثمانیہ و سلطنت کسرویہ و اضمحلال دین اسلام کو علائم قریبہ ظہور مہدی آخر الزمان سے بیان فرمایا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ خاندان کسریٰ مدت ہوئی تباہ ہو چکا۔ یہاں سلطنت کسرویہ سے دولت ایران مراد ہے بعینہٖ منقول از رسالہ البرہان لاہور جلد۲ نمبر۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۶۲۔ حضرت مرزا صاحب نے دولت عثمانیہ کے بارے میں برسوں پہلے اس اشتہار میں ذکر فرما دیا تھا جو حسین کامی ترکی سفیر کے چند روزہ اقامت قادیان کے بعد آپنے شائع فرمایا۔ اسوقت سلطان عبد الحمید خان حکمراں تھے۔ جو بعد کو ینگ ٹرکش پارٹی کے فساد عظیم کا شکار ہو گئے اور ایران کے متعلق بھی آپکا یہ الہام عرصہ سے مشتہر ہو چکا تھا سے تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد۔ اسوقت ایران میں تزلزل دولت کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ مگر بعد کو جو اس ملک کی درگت بنی ہے وہ اخبار بین دنیا سے مخفی نہیں۔

اسکے بعد بعض خاص شبہات کا جواب عرض کیا جاتا ہے جو اکثر شیعہ صاحبان کے دل میں اغلباً خطور کریں گے۔

شبہ اوّل۔ یہ کہ شرف امامت و محدویت تو خاندان نبوت کے ہی شایان تھی یہ کس طرح تسلیم کیا جائے کہ انکے سوا بھی کوئی شخص امامت کی اہلیت رکھ سکتا ہے اور اس فضیلت میں انکا شریک ہو سکتا ہے۔

جواب۔ ہمکو اس امر حق سے انکار نہیں کہ سرچشمۂ ہدایت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں اور اہلبیت کرام کو بھی اسی سرچشمہ سے فیض پہنچا اور دوسروں کو بھی اور نہ ہمکو اس سے انکار ہے کہ جناب علی سے لیکر مہدی علیہ السلام تک جو بارہ امام ہوئے ہیں وہ اپنے اپنے وقتوں میں بیشک امت کے رہنما و ملت کے پیشوا تھے لیکن ہدایت و امامت کو انہی تک محدود کرنے کے لئے کوئی زبردست دلیل منقول و معقول نظر نہیں آتی۔

یہ ایک نہایت معرکۃ الآرا بحث ہے مگر چونکہ طوالت سے ڈرتا ہوں اسواسطے نہایت مختصر اً میں انشاءاللہ دو تین ثبوت اس کے عرض کر دیتا ہوں۔

۱۔ ائمہ کی شان امامت میں سے لکھا ہے کہ وہ متوسمین یعنے غور کرنے والے ہوتے ہیں۔ قال امیر المومنین فی قولہ عزّ وجلّ انّ فی ذٰلک لاٰیۃً للمتوسّمین۔ قال کان رسول اللہ المتوسم وانا من بعدہٖ والائمۃ من ذرّیتی المتوسّمون۔ اصول کافی صفحہ ۱۳۳ باب ان المتوسمین فی کتابہٖ تعالیٰ ھم الائمہ کتاب الحجۃ

اور سلمان فارسی کی نسبت بھی لکھا ہے سمعت اباجعفرؑ یقول کان سلمان من المتوسمین رجال کشی مطبوعہ بمبئی ص ۹ ترجمہ سلمان فارسی

(۲) ائمہ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ محدث ہوتے ہیں۔ ان اوصیاء محمد علیہ وعلیہم السلام محدثون لانّ الائمۃ علماء صادقون مفہمون محدثون۔ اصول کافی باب ان الائمہ محدثون مفہومون صفحہ ۱۶۶

اور سلمان کی نسبت بھی لکھا ہے عن ابی جعفر قال کان علیؑ محدثاً وکان سلمان محدثاً رجال کشی صفحہ ۹ و صفحہ ۱۳

۳۔ ائمہ کی نسبت لکھا ہو کہ وہ اسم اعظم کو جانتے ہیں ونحن عندنا من الاسم الاعظم اصول کافی باب ما اعطی من الائمۃ من اسم اللہ الاعظم ص۱۳۰ اور سلمان کی نسبت بھی لکھا ہو کہ عن ابی بصیر قال سمعت ابا عبداللہ ع یقول سلمان علم الاسم الاعظم رجال کشی ص۹

۴۔ امامت اہلبیت کے لئے مخصوص ہو مگر سلمان فارسی کو بھی آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ سلمان ہمارے اہلبیت میں سے ہو ان سلمان منا اھل البیت رجال کشی ص۱!

۵۔ ائمہ کو باب اللہ یعنی خدا کے دروازے کہا گیا ہے قال ابو عبداللہ ع الاوصیاء ھم ابواب اللہ عزّ وجلّ یوتی منھا۔ اصول کافی باب ان الائمۃ خلفاء اللہ عزّ وجلّ فی ارضہ وابوابہ التی منھا یوتی صفحہ ۱۱۵۔ اور سلمان کو بھی باب اللہ کہا گیا ہے۔ ان سلمان باب اللہ فی الارض من عرفہ کان مومناً ومن انکرہ کان کافراً۔ و ان سلمان منا اھل البیت رجال کشی ص۱!

ان سب احادیث سے ثابت ہو گیا کہ سرچشمہ نبوت کا فیض صرف اپنے اہل بیت تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ ان کے غیر پر بھی ہے۔

شبہ دوم۔ مانا کہ سلمان فارسی کو اہلبیت و محدث و متوسم کے قابل فخر خطاب دیئے گئے لیکن کیا سلمان کے سوا بھی کسی کے حق میں اس قسم کے القاب و اوصاف مروی ہیں

جواب۔ ہاں سلمان کے سوا بھی مروی ہیں مثلاً

(ا) امام رضا علیہ السلام سے روایت ہو کہ حسن الوشا کو فرمایا تھا ابن نوح کا ذکر کرتے ہوئے بعد ذکر کرنے آیت قال یا نوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح۔ کذا من کان منا لم یطع اللہ فلیس منا وانت اذا اطعت اللہ فانت منّا اھل البیت یعنی اسی طرح جو کوئی خدا کا فرمانبردار نہ ہو خواہ ہم میں سے ہو لیکن وہ ہم میں سے نہیں ہے اور تو ہی (اے حسن الوشا) اگر خدا کا فرمانبردار ہو تو تو اہلبیت میں سے ہے۔

واضح ہو کہ یہ ذکر امام موصوف نے اپنے سگے بھائی زید پر جو کہ تاریخ میں زید النار کر کے مشہور ہیں عتاب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ دیکھو ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم مطبوعہ ایران صفحہ ۲۴

۲۔ تفسیر صافی میں لکھا ہے کہ جب آیت یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یہ کون لوگ ہونگے یا رسول اللہ! اسوقت سلمان آپؐ کے پہلو میں بیٹھے تھے آپ نے سلمان کی ران پر ہاتھ مار کر فرمایا فقال ھٰذا وقومہ والذی نفسی بیدہٖ لو کان الایمان منوطا بالثریا لتناولہ رجال من فارس یعنے آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ یہ سلمان اور اسکی قوم ہوگی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر ایمان (دنیا سے اٹھکر) ثریا پر جا پہنچیگا تو فارس کے لوگ اسکو پھر دنیا میں لے آئینگے۔ دیکھو تفسیر صافی آخر سورہ محمدؐ صفحہ ۱۷۹

۳۔ پھر اسی تفسیر میں زیر آیت وآخرین منہم لما یلحقوا بہم لکھا ہے قیل وہم الذین جاء وابعد الصحابۃ الیٰ یوم الدّین فان دعوتہ وتعلیمہ یعم الجمیع وفی المجمع عن الباقر ع ہم الاعاجم ومن لایتکلم بلغۃ العرب قال وروی ان النبی ص قرا ھٰذہ الایۃ فقیل لہ من ھٰؤلاء فوضع یدہ علٰی کتف سلمان رض وقال لو کان الایمان بالثریا لنالہ رجال من ھٰؤلاء تفسیر صافی سورہ جمعہ صفحہ ۳۱۳

اسجگہ یہ یاد رہے کہ حضرت مرزا صاحب بھی فارسی النسل تھے اور انہوں نے اس امر کو اپنی کتابوں میں ظاہر فرمایا ہے۔

۴۔ تفسیر صافی میں ہی زیر آیت ویوم یبعث من کل امۃ شہیدا وھو نبیہا وامامہا القائم مقامہ یشہد لہم وعلیہم بالایمان والکفر فی المجمع والقمی عن الصادق ع لکل زمان وامۃ امام یبعث کل امۃ مع امامہا۔ تفسیر صافی سورہ نحل زیر آیت مذکور یعنے خدا نے جو فرمایا ہے کہ اس دن ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ کھڑا کرینگے یہ گواہ اس امت کا نبی ہوگا۔ اور بعد نبی کے اسکا قائمقام امام۔ جو کہ اس امت کے حق میں یا اسکے برخلاف گواہی دینگے ایمان کی یا کفر کی اور تفسیر مجمع البیان طبرسی و علی بن ابراہیم قمی بن امام صادق سے مروی ہے کہ ہر ایک زمانہ کا امام اور ہر ایک امت کا امام ہوتا ہے اور ہر ایک امت اپنے امام کے ساتھ مبعوث ہوگی۔

اب اس حدیث کے ساتھ وہ حدیث مشہور ملاؤ یعنے من مات ولم یعرف امام

زمانہ مات میتۃ الجاھلیۃ۔ اصول کافی صفحہ ۲۳۸ کتاب الحجۃ باب من مات ولیس لہ امام

۵۔ قولہ تعالیٰ انما انت منذر ولکل قوم ھاد (امام صادق) فرمود ہر امامے ہدایت کنندۂ آں قومے است کہ آں امام در میان ایشان است۔ حیات القلوب جلد ۳ صفحہ ۴۔ اور تفسیر صافی میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے عن الصادق کل امام ھاد للقرن الذی ھو فیھم ومثلہ فی الاکمال ورواہ القمی والعیاشی وغیر واحد من الخاصۃ والعامۃ فی غیر واحد من الاسانید والقمی ھو رد علی من انکران فی کل عصر وزمان اماماً وانہ لا یخلو الارض من حجۃ سورہ رعد

ان روایات میں امام صادق علیہ السلام کی حدیث قابل غور ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کل امام ھاد للقرن الذی ھو فیھم یعنے ہر ایک امام اسی قرن کا ہادی ہے جس میں وہ ان لوگوں میں ہوتا ہے اب قرن کی تشریح کے لئے دیکھو مجمع البحرین میں لکھا ہے والقرن اھل زمان واحد قال شاعرھم اذا ذھب القرن الذی انت فیھم * وخلفت فی قرن فانت غریب * وقیل ھو مدۃ اغلب اعمار الناس وھو سبعون سنۃ وقیل ثمانون وقیل ثلثون سنۃ وقیل القرن اھل عصر فیہ نبی او فائق فی العلم قل او کثر زیر لفظ قرن صفحہ ۵۶۶ یعنی قرن کی میعاد انسانوں کی اغلب میعاد عمر کے برابر ہوتی ہے جو کہ ۷۰ برس ہے اور لکھا گیا ہے کہ اسّی سال اور تیس سال بھی۔

اب جو لوگ امام غائب کو اسی قرن کا امام اور ہادی قرار دیتے ہیں۔ جنکو غائب ہوئے ہزار برس ہو گیا ہے وہ اس تشریح کو غور سے مطالعہ کریں۔ قرن کی میعاد تو زیادہ سے زیادہ اسّی برس انکی معتبر لغت قرآن وحدیث سے ثابت کی گئی ہے۔

شبہ سوم۔ امامت بارہ اماموں تک محدود ہے۔ ان کے سوا دوسرا کوئی امام کسطرح ہو سکتا ہے۔

جواب۔ خداوند کریم نے اول تو آدم سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی خاص قوم یا ملک کے لئے مخصوص نہیں فرمایا۔ بلکہ قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک زمانہ میں ہر ایک قوم میں ایک نبی یا امام یا نذیر پیدا ہوتا رہا ہے۔ تاکہ خلق پر اتمام حجت ہوتا رہے جیسے

کہ فرمایا وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر سورہ فاطر پ ۲۲ ع ۱۵ اکی تفسیر میں لکھا ہے القمی قال لکل زمان امام صافی صفحہ ۴۲۴۔ ابن بابویہ نے کل انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار لکھی ہے اور اسی طرح لکھا ہے کہ ان کے اور خلفاء بھی اسی قدر ہوئے اعتقاد ثانی عدد ثانی عدد ھم انہم مائۃ الف وار بعمائۃ عشرون الف نبی لکل نبی منہم وصی۔ نیز تفسیر عمدۃ البیان اردو صفحہ ۷۹۳ زیر آیت وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی۔ اور اصول کافی میں ہے کہ جسطرح آدم سے لیکر محمد صلعم تک خلفائے برحق مامور ہوتے رہے اسی طرح بعد رسول کے بھی ہونگے۔ در ذیل تفسیر وعد اللہ الذین امنوا منکم ..... کما استخلف الذین من قبلہم یقول استخلفکم لعلمی ودینی وعبادتی بعد نبیکم کما استخلف وصاۃ آدم من بعدہ حتی یبعث النبی الذی یلیہ۔ اصول کافی باب ذکر الصحیفۃ والجفر

اور پھر موسیٰ کے اثنا عشر نقیباً سے بارہ امام نکالتے ہیں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ وہ بارہ نقیب موسیٰ علیہ السلام کی عین حیات مقرر کئے گئے تھے اور ان کے بمثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ بارہ انصار کو آپ نے چنے جنہوں نے لیلۃ العقبہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اور مدینہ میں اشاعت اسلام کے لئے وہ نقیب مقرر ہوتے تھے۔ دیکھو تفسیر علی بن ابراہیم قمی۔

اور اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے حواری وہ بھی بارہ تھے۔ مگر موسیٰ کے نقبا کی طرح عیسیٰ کی زندگی میں وہ مقرر کئے گئے تھے۔ اب یاد کرو کہ وہ حدیث جسکو ابن بابویہ نے اکمال الدین میں ذکر کیا ہے کہ اس امت میں بھی وہ سب کچھ ہوگا جو پہلی امتوں میں ہو چکا ہے کلما فی الامم السالفۃ یکون فی ھذہ الامۃ مثلہ حذو النعل بالنعل صفحہ ۹۳ "ہر چہ می باشد دریں امت مثل آنچہ در امم سابقہ واقع شدہ است باید موافقت دو پائے نعل بر یکدیگر" حق الیقین باب رجعت صفحہ ۱۷۳۔ تو جو لوگ رسول اللہ صلعم کے زمانہ سے لیکر قیامت تک بارہ یا ہزار سال سے لیکر قیامت تک صرف ایک امام غائب کو امام العصر صاحب الزمان قرار دیتے ہیں۔ اور انکو اس قسم کی نظیر سابقہ امم سے نکالکر دکھانی چاہیئے ورنہ انکا یہ عقیدہ ہرگز قابل تسلیم اور بطور قاعدہ کلیہ کے نہیں ٹھہر سکتا۔ اور پھر آنحضرت صلعم نے جو اپنے علمائے امت کو انبیائے بنی اسرائیل کا مثیل قرار دیا ہے جیسے ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے "روایت شدہ است از حضرت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ علماء امت من مانند پیغمبران بنی اسرائیل اند" تفسیر علماء

در بعضے از روایات بائمہ علیہم السلام ... شدہ است" حیات القلوب جلد ۳ صفحہ ۳-۱ اس حدیث کے رُو سے بھی یہ تجدید بارہ تک کی اڑ جاتی ہے۔ تدبر

شبہ چہارم - رسول یا امام تو یا شام سی پیدا ہوتے رہے یا عرب و مصر وغیرہ بلاد اسلامیہ سے لیکن ہندوستان تو ہمیشہ شرک کا گھر رہا۔ اسکے ایسے بھاگ کہاں کہ اسکی خاک سے امام مہدی جیسا بزرگ مبعوث ہو۔

جواب - بیشک اکثر پیغمبر و مُرسل شام سے پیدا ہوئے یا عرب سے لیکن اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ دوسرے کسی ملک یا قوم سے کوئی نبی یا رسول یا نذیر نہ پیدا ہُوا ہو۔ ابھی اوپر کسی جگہ ایک آیت معہ تفسیر لکھی گئی ہی جسکا یہ مطلب ہے کہ کوئی ایسی امت نہیں جسمیں کوئی نہ کوئی مامور من اللہ نہ بھیجا گیا ہو۔ اب خدا تو سب قوموں کے لئے خواہ وہ کسی حصہ ملک میں ہوں یہ فرما کر اتمام حجت کرتا ہے اور کوئی قوم اس سی مستثنیٰ نہیں ہو سکتی لیکن آپ فرماتے ہیں کہ ہندوستان جیسے ملک وسیع و قدیم میں کوئی رسول نبی یا ولی آیا ہی نہیں کیا یہ ارشاد الٰہی سے معارضہ نہیں ہے؟

(۳) آنحضرت صلعم نے مجوس کو اہل کتاب اور ایک نبی کی امت ٹھہرایا۔ اور ان سے جزیہ قبول فرمایا بمقابلہ کفار مکہ کے کہ ان سے قبول نہ فرمایا۔ فی الکافی عن الصادق انہ سئل عن المجوس اکان لہم نبی فقال نعم ... الی ... فکتب الیہم النبی ان المجوس کان لہم نبی فقتلوہ وکتاب احرقوہ تفسیر صافی زیر آیت حتی یعطوا الجزیۃ وہم صاغرون۔ سورہ توبہ

(۴) علاوہ ازیں آپکو معلوم ہو کہ ہندوستان وہ خطہ مبارک ہے جسکو اگر سرچشمہ ہدایت و منبع نبوت و خلافت کہا جائے تو کچھ مبالغہ نہیں۔ کیونکہ لکھا ہے کہ بابا آدم جب بہشت سے نکالے گئے تو وہ سب سے پہلے سرزمین ہند میں ہی تشریف لائے تھے۔ اور حجر اسود جیسی متبرک چیز بھی پہلے ہند میں اُن کے ساتھ تھی تو پھر ہند سے ہی اسکو مکہ معظمہ لے گئے۔ دیکھو حیات القلوب جز اول صفحہ ۵۸ باب ۲ فصل ۴ فرود آمدن آدم و حوا بر زمین

(۴) فروع کافی میں ایک حدیث ہی کہ امام جعفر صادق سے پوچھا گیا نجوم کی بابت تو آپنے فرمایا کوئی نہیں جانتا اسکو مگر ایک خاندان عرب کا جانتا ہے یا ایک خاندان ہند کا۔ سئل عن النجوم قال ما یعلمہا الا اہل بیت من العرب واہل بیت من الہند۔ فروع کتاب الروضہ ص ۱۵۳

کیا عجب ہے کہ اس نجوم سے مراد کسوف خسوف جیسے عدیم المثال نشانات کا علم مراد ہو۔

شبہ پنجم۔ نبوت و امامت تو ذریت ابراہیم کے لئے مخصوص ہے مرزا صاحب کسطرح ذریت ابراہیم ہیں۔

جواب۔ ذریت دو قسم کی ہوتی ہے ایک روحانی۔ دوسری جسمانی مرزا صاحب اگر بالفرض جسمانی ذریت سے نہ ہوں تو مضائقہ نہیں روحانی ذریت ہونے کی بنا پر بھی آپ ان مواعید و بشارت کے وارث ہوسکتے ہیں۔ کیا قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے حکایتاً اس حقیقت کا اعتراف مذکور نہیں ہے فمن تبعنی فانہ منّی کے کیا معنے ہیں؟

شبہ ششم۔ مانا کہ بعض احادیث سے مرزا صاحب کے دعاوی و تعلیم کی تصدیق ہوتی ہے لیکن بہت سی احادیث و روایات جو ان کے مخالف پڑتی ہیں اسکا کیا علاج؟

جواب۔ شیعہ و سنی علماء نے احادیث کی صحت و سقم کے متعلق بڑے بڑے قواعد تجویز کئے ہیں۔ یہانتک کہ اصول حدیث پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں اور جن سے واقف ہونا محال نہیں۔ تو مشکل ضرور ہے۔

لیکن خدا کے مسیح نے ایک ایسا موٹا اصول صحیح و سقیم میں تمیز کرنیکا ارشاد فرمایا ہے جس کے ہوتے ہوئے کسی کتاب کی ورق گردانی کی حاجت نہیں رہتی۔ وہ یہ کہ خواہ کسی طبقہ کی حدیث ہو۔ اسکا معارضہ قرآن سے کرو۔ اگر وہاں سے تصدیق و تائید ہوسکے تو بلا چون و چرا مان لو۔ ورنہ چھوڑ دو

اور یہی اصول کتب شیعہ میں بھی موجود ہے کل حدیث لا یوافق کتب اللہ فھو زخرف فما وافق کتاب اللہ فخذوہ وما خالف کتاب اللہ فدعوہ۔ اصول کافی کتاب العلم باب اختلاف الحدیث صہ ۳۹

شبہ ہفتم۔ امت محمدیہ امت مرحومہ ہے اور ہمارے نبی رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس ایسے نبی کا خلیفہ مہدی بھی ایسا ہونا چاہئے تھا جس کا آنا ملک و ملت کے لئے رحمت ہو۔ لیکن مرزا صاحب نے جب سے مہدویت و مسیحیت کے دعوے کئے ہیں دنیا جنگ و جدل میں پُرخون ہے۔

جواب۔ دیکھئے جسقدر انبیاء و رسل کا ذکر قرآن میں ہے انکو بشیر و نذیر کہا گیا ہے یعنی مومنین صادقین کو خوشخبری دینے والے اور منکرین و مخالفین کو ڈرانے والے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ

و آلہ وسلم کی بعثت میں بھی دونوں سے عیاں ہیں۔

اور مہدی موعود بھی جہاں مخلصین کے لئے بشارات وانعام کے لحاظ سے رحمۃ للعٰلمین ہیں منکرین کے لئے انکا وجود عذاب مہین ہے۔ قرآن مجید میں بھی اس حقیقت کا اشارہ ہے وماکن معذبین حتیٰ نبعث رسولًا اور روایات شیعہ میں تو صاف طور پر لکھا ہے کہ ان تبارک و تعالیٰ بعث محمداً رحمۃ وبعث القائم نقمۃ یعنے محمد رحمت تھا اور مہدی عذاب ہے۔ دیکھو تفسیر صافی زیر آیت وما ارسلناک الا رحمۃً للعٰلمین ص۳۳

شبہ ہشتم۔ ممکن ہے امام غائب چند سال بعد ظاہر ہو جائیں۔ اور ان کے بعد مسیح بھی آسمان سے اتر آئیں۔

جواب۔ بسا ممکن ہے کہ غائب ظاہر بھی نہ ہوں۔ اور اسی طرح مسیح آسمان سے اترے ہی نہ اور امکان تو ان امور میں ہوتا ہے جو قرآن وحدیث میں مذکور نہ ہوں۔ میں نے تو صریح احادیث و روایات بلکہ آیات سے ان مطالب کو واضح کر چکا ہوں۔ ابتک اگر آپ کے دل میں اطمینان نہیں ہوا۔ تو انشاء اللہ بعد کو ہو جائیگا۔ آپ دوبارہ غور کریں۔

لیجئے یہاں پر ایک دو اور دلائل عرض کرتا ہوں۔

(۱) امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم مانند نجوم سماوی کے ہیں۔ جہاں ایک ستارہ غائب ہوا۔ دوسرے نے طلوع کر دیا۔ "الا ان مثل آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمثل النجوم کلما ھوی نجم طلع نجم۔ مجالس المومنین مجلس اول صفحہ ۹۔ اور اسی طرح کافی میں ہے۔۔ انما نحن کنجوم کلما غاب نجم طلع نجم۔ اصول کافی باب فی الغیبۃ صفحہ ۲۱۱ فرمائیے اس اصول پر امام غائب کی اسقدر طویل غیبت کہاں مثل نجوم سماوی کے ثابت ہو سکتی ہے بلکہ انکی غیبت مقتضی ہے اس امر کی کہ کوئی اور امام مطلع امامت سے طلوع کرے۔

(۲) امام موسیٰ رضا سے روایت ہے کہ لازمی ہے ہمارے صاحب الامر کے لئے غیبت لیکن کہاں تک ہ فرمایا ہے) ان تعیشوا فسوف تدرکونہ۔ اصول کافی ص۲۰۹ یعنے اگر تم جیتے رہو تو ضرور اسکو پا لوگے۔ کیا اس ارشاد سے یہ مترشح نہیں ہوتا کہ عنقریب امام ظہور کرینگے۔ جس غائب کا ظہور

ہزار بعد ہزار برس

تک ملتوی ہو۔ اسکے بارہ میں یہ ارشاد کہ عنقریب تم اسکو پالو گے کیا عام بول چال انسانی کے مطابق ہے؟

(۳) بعض احادیث سے پتہ لگتا ہے کہ مہدی کا زمانہ امت محمدیہ کا ابتدا یا اوسط ہے اور آخر زمانہ مخصوص ہے مسیح کے واسطے چونکہ اکثر علامات قرب قیامت کا ظہور ہو چکا ہے لہذا اسوقت مہدی کا انتظار لا حاصل ہے ہاں اس مہدی کا انتظار ضروری ہے جو مدعی مسیحیت بھی ہے دیکھو ذیل میں

(۱) علی بن الحسین (امام زین العابدین) قال قال رسول اللہ کیف تھلك امۃ انا و علی واحد عشر من ولدی اولو الایات اولها والمسیح بن مریم اٰخرها ولکن یھلك بین ذلك من لست منھم ولیسوا منی۔ دیکھو اکمال الدین صفحہ ۱۶۴

(۲) کیف تھلك امۃ انا اولها واثنی عشر من بعدی من السعداء واولی الالباب والمسیح بن مریم اٰخرها ولکن بین ذلك نطح الھرج لیسوا منی ولست منھم اکمال الدین ص ۱۵۷

ان سے ثابت ہو گیا کہ مسیح کے بعد مہدی کا زمانہ نہیں بلکہ اس سے پہلے کا ہے چنانچہ خاندان نبوت و قریش کے جسقدر مدعیان مہدویت تھے سب اوائل قرون اسلام میں ہو چکے ہیں۔ اب دور دورہ مسیح محمدی کا ہے

(۴) پھر ممکنات پر اگر قیاس کیا جائے تو میں کہتا ہوں ممکن ہے پھر امام غائب کی جگہ خدا نے حضرت مرزا صاحب کو ہی مہدی موعود بنا دیا ہو لیکن یاد رہے یہ میرا ممکن محض خیالی ممکن نہیں ہے بلکہ ایک بڑے عقیدہ تشیع کی بنا پر ہے یعنے عقیدہ بداء پر جسطرح پر خدا نے پہلے امام صادق علیہ السلام کے بیٹے اسمٰعیل کو امام بنایا تھا۔ لیکن پھر بداء ہو گیا اور امام موسیٰ کاظم کو امام بنا دیا وفی حدیث الصادق ما بدا للہ فی شیئ کما بدا اللہ فی اسمٰعیل ابنی۔ دیکھو مجمع البحرین زیر لفظ بدا ص ۹ شیعہ اسمٰعیلیہ اسی اسمٰعیل کے پیرو ہیں۔

شبہ نہم - کیا مرزا صاحب مسیح محمدی مسیح ابن مریم سے افضل ہیں؟ چنانچہ انکا شعر ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ✣ اس سے بہتر غلام احمد ہے

جواب جو لوگ مرزا صاحب کے دعاوی کو مان چکے ہیں۔ انکی نظر میں تو آپ کے اس قسم کے ملفوظات بطور اظہار نعمت الہیہ کے ہیں واما بنعمۃ ربك فحدث البتہ جو مخالف ہیں۔ ان کو

یہ باتیں ضرور رکھتی ہیں نیز ذیل میں چند ایسے حوالے لکھے جاتے ہیں جن سے ظاہر ہو گا کہ شیعہ نے اپنے ائمہ کی شان میں کیا کیا کچھ کہا ہے

(۱) علمائے امامیہ ائمہ اثنا عشر را از پیغمبران اولوالعزم فاضلتر دانند۔ ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم صفحہ ۸۴۴

(۲) الائمۃ بمنزلۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اصول کافی صفحہ ۱۶۵ باب ان الائمۃ یشبھون ممن مضی

(۳) از امام محمد باقرؑ کہ چوں قائم آل محمد بیروں آید اورا یاری کند بملائکہ و اول کسے کہ با او بیعت کند محمد باشد و بعد ازاں علی۔ حق الیقین مجلسی در بیانِ رجعت ص۱۳۹

شبہ دہم۔ مانا کہ مرزا صاحب اپنے زمانہ کے امام تھے لیکن اب تو وہ بھی فوت ہو چکے ہیں اب احمدیوں کا امام بھی کوئی نہ رہا پس معاملہ مساوی ہو گیا۔

جواب۔ ہرگز نہیں معاملہ تو جب مساوی ہوتا کہ جس طرح ہم حضرت مرزا صاحب کو حسب مفادات آیات قرآنی وما جعلنا البشر من قبلک الخلد الخ وانک میت وانہم میتون فوت شدہ مانتے ہیں۔ آپ لوگ بھی اسی طرح امام غائب کو زندہ اور قائم ماننے کی بجائے فوت شدہ مان لیں۔ اگر ایسا ہے تو بسم اللہ چشم ما روشن دلِ ما شاد۔

پھر بعد وفات حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے ہم لوگ خدا کے فضل سے بے امام نہیں رہے جیسے کہ آپکا خیال ہے بلکہ بعد آپ کے پہلے خلیفہ حضرت مولنا اسم با مسمی نور الدین نور اللہ مرقدہ ہوئے پھر بعد ان کے حضرت مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادہ فضل عمر محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ کو امام اور وصی مانتے ہیں۔ بمصداق "امام نہ میباشد مگر آنکہ اورا فرزندے باشد امام" نجم ثاقب ص۱۶۶

لیکن امام غائب کی نسبت احادیث شیعہ میں وارد ہے کہ انکا کوئی فرزند دلبند بوقت ظہور زندہ یا وصی و امام نہ ہوگا۔ "اورا فرزند نہ خواہد بود" نجم ثاقب۔ بلکہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے امام حسین علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئینگے اور مہدی کا جنازہ پڑھینگے۔ "زیرا کہ امور وصی را غیر وصی مرتکب نمیشود" حق الیقین صفحہ ۱۴۱ و نجم ثاقب ص۱۶۶۔ لیکن امام حسین علیہ السلام جنت میں ہیں۔ اور اہل جنت کا جنت سے نکالا جانا از روئے قرآن مجید محال ہے۔

شبہ یازدہم ۔ مرزا صاحب نے شیعوں سے کوئی ہمدردی نہیں کی ۔ انکی جماعت کرتی ہو اگر امام غائب ظہور فرماتے تو تمام ملکوں میں شیعوں کی سلطنت ہوتی اور مال و دولت کی کثرت سے وہ خورسند ہوتے۔

جواب ۔ حضرت مرزا صاحب کو شیعوں سے ہمدردی تو ہے اور جو آپ چاہتے ہیں وہ جب ہو کہ وہ اپنے قول و فعل کے رو سے سچے شیعہ ہوں خود ائمہ اہلبیت نے بصراحت فرمایا ہے کہ اصلی شیعہ کوئی نہیں، دیکھو روایات ذیل :-

(۱) امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مومن سرخ گندھک سے بھی زیادہ نایاب ہے ۔ دیکھو عین الحیات مجلسی اردو صفحہ ۳۶۲

(۲) امام رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جھوٹ کہتے ہیں جو دعوی کرتے ہیں کہ ہم شیعہ علی علیہ السلام ہیں شیعہ علی کوئی نہیں تھا۔ مگر حسنینؑ و سلمان و ابوذر و مقداد و عمار و محمد بن ابی بکر ۔ اصل عبارت

"دعوی دروغ میکنند کہ ماییم شیعہ امیر المومنین علیہ السلام و شیعہ آنحضرت نبود مگر حسن و حسین و سلمان و ابوذر و مقداد و عمار و محمد بن ابی بکر کہ مخالفت نہ کردند چیزے از انہا ما کہ حضرت ایشانرا بآنہا مامور ساختہ بود" حیات القلوب فارسی جلد ۲ صفحہ ۵۹۳

(۳) پھر امام صادق علیہ السلام سے ایک حدیث ہے کہ جسقدر آیات قرآن میں منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں وہ سب کی سب ان لوگوں کے حق میں ناطق ہیں جو جھوٹے شیعہ ہونیکا ادعا کرتے ہیں ما انزل اللہ سبحانہ آیۃ فی المنفقین الا وھی فیمن ینتحل التشیع ۔ رجال کشی ترجمہ مقلاص بن ابی الخطاب صفحہ ۱۹۳

پھر خاص امام غائب کی نسبت لکھا ہے کہ وہ جب خروج کرینگے تو سب سے پہلے جھوٹے شیعوں کو قتل کریں گے لو قام قائمنا بدا بکذابی الشیعۃ فقتلھم رجال کشی صفحہ ۱۹۳

پھر خصوصاً ایسے شیعہ لوگ جو دولت ائمہ اہلبیت کے منتظر اور مال و دولت کی کثرت کے خواب دیکھا کرتے ہیں ائمہ کرام نے بھی انکو جہنمی فرمایا ہے۔

شنیدم از ابی عبداللہ (امام صادق) علیہ السلام کہ میفرمود مردم متفرق شدند درباره ما بہ سہ فرقہ فرقہ دوست داشتند مارا بانتظار قائم ما کہ برسند بدنیائے ما یعنے غرض شان از محبت ما تعیش و خوش

گذرانی است در سلطنت ما پس گفتند یعنی اظہار تشیع و محبت کردند و دشمنان ما را حفظ کردند و کم گو تاہی کردند و نفس ال ما بعضہ متابعت نہ کردند ما را در کردار۔ پس بزودی برانگیزاند ایشان را خداوند بہ سوئے دوزخ الی آخرہ۔ کتاب لولو و مرجان فارسی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۵

جو اصلی شیعہ ہیں حضرت مرزا صاحب انکو بہت چاہتے تھے اب پوچھو گے کہ اصل شیعہ کون ہوتے ہیں سنئے امام باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے جو خدا کا فرمانبردار اور مطیع ہو وہ ہمارا بھی دوست ہے۔" عین الحیات اردو صفحہ ۳۶۶۔ تم اصلی شیعہ بنو پھر دیکھو ہم سب احمدی کسقدر آپ سے ہمدردی کرنے لگجائینگے پھر آپکو معلوم نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے ایک دولت کے خزانے بلا دریغ اور بلا امتیاز ہر فرقہ و ملت کے سامنے کھولدئے خوش نصیب بہرہ اندوز ہوئے اور بدنصیب لوگوں نے انکار کردیا بعض متامل و متردد رہ گئے لیکن نہ یہ دام و درم و اشرفی و روپیہ کی دولت جس سے خاصان خدا نے پیار کرنا ہمیشہ حرام سمجھا۔ اور جس نے اپنے دامن کو کبھی آلودہ و ملوث نہیں کیا۔ بلکہ وہ حکمت و معرفت و ایمان کی دولت جس کی تعریف خدا نے بھی فرمائی ہے ومن یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔ جس کے ہوتے ہوئے دنیا کی دولت بعینہ گوشت مردار معلوم ہوتی ہے۔ پس اے شیعیان اثنا عشریہ آؤ۔ اور اس دولت عظمیٰ سے تم بھی فائدہ اٹھاؤ۔

فی الحال اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں اگر ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ پھر بھی لکھونگا۔ والسلام علیٰ حق الجدید وعلیٰ من اتبع الھدیٰ

خادم الخدام مسیح موعود و مہدی مسعود

ہیچمدان خادم حسین عفی عنہ خادم سابق شیعی حال احمدی بھیروی

اطلاع ۔ اس رسالہ کی پانسو مزید جلدیں حسب ارشاد حضرت خلیفہ ثانی ترقی اسلام قادیان نے چھپوائی ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ یہ رسالہ محصولڈاک بھیجکر مفت منگوالیں۔ اور نہایت احتیاط سے اپنے گردو نواح قرب و جوار کے شیعہ حضرات میں مفت تقسیم کریں۔ شیعہ حضرات خود بھی درخواست کر کے اسے مفت لے سکتے ہیں والسلام

مینیجر